صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈا مہم کے تحت صحیح مسلم حدیث 6220 میں موجود عربی لفظ "سبّ" کا ترجمہ جان بوجھ کر "گالیاں" کیا گیا، حالانکہ "سبّ" کا مطلب ہمیشہ گالی نہیں ہوتا بلکہ اس کے کئی معانی ہیں جیسے ڈانٹنا، کسی مؤقف پر تنقید کرنا، کسی بات پر اختلاف کرنا یا عار دلانا؛ ان میں سے کون سا معنی مراد ہے، اس کا تعین سیاق و سباق سے کیا جاتا ہے، ورنہ ہر جگہ "سبّ" کا مطلب گالی لینا قرآن و حدیث کی بہت سی روایات کے غلط مفہوم تک لے جائے گا اور بعض جگہ ایمان تک خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

[٦٢٢٠] ٣٢-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا، قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ، وَخَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ! خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰرُونَ مِنْ مُّوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ ... اللهُ عَلَيْهِ ... أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَا... ﷺ عَلِيًّا ... اللّٰهُمَّ هٰؤُلَا...

[6220] بکیر بن مسمار نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، کہا: آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو برا کہیں۔ انھوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں برا نہیں کہوں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لیے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک جنگ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔'' اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: ''اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' کہا: پھر ہم نے اس بات (کا مصداق جاننے) کے لیے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر (ہر طرف) دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی کو میرے پاس بلاؤ۔'' انھیں شدید آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انھیں عطا فرما دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت اتری: ''(تو آپ کہہ دیں: آؤ) ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلا لیں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔''

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ ومختصر فوائد
پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنیٰ و مفہوم !

صحیح مسلم 6220 میں مسئلہ قصاصِ عثمانؓ کا ہے، جہاں سیدنا معاویہؓ نے سیدنا سعدؓ سے کہا کہ آپ سیدنا علیؓ پر "سب" کیوں نہیں کرتے؟ یہاں بعض لوگ اس کا ترجمہ "گالیاں دینا" کرتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے، کیونکہ سیاق و سباق سے واضح ہے کہ "سبّ" کا مطلب یہاں علیؓ کے موقف پر تنقید یا اختلاف کرنا ہے۔ اختلاف صرف اتنا تھا کہ علیؓ قصاصِ عثمانؓ میں تاخیر کر رہے تھے، اور معاویہؓ اس تاخیر کو درست نہیں سمجھتے تھے، اس لیے وہ چاہتے تھے کہ سعدؓ ان کے موقف کو چیلنج کریں۔ جب دوسری روایات میں بھی ہم "سبّ" کا ترجمہ موقع و محل کے لحاظ سے کرتے ہیں تو یہاں بھی قصاص جیسے اہم معاملے کو نظرانداز کرتے ہوئے اسے گالی کا مطلب دینا انصاف نہیں۔ امام نوویؒ نے بھی صحیح مسلم کی شرح میں یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ یہاں "سبّ" سے مراد اختلاف رائے ہے، نہ کہ گالی۔

[٦٢٢٠] ٣٢-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا، قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ، وَخَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ! خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰرُونَ مِنْ مُوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ ... اللهُ ... عَلَيْهِ ... أَبْنَاءَنَا ... وَأَبْنَا ... ﷺ ... عَلِيًّا ... اللّٰهُمَّ ... هٰؤُلَاءِ

[6220] بکیر بن مسمار نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، کہا: آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو برا کہیں۔ انھوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں برا نہیں کہوں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لیے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک جنگ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔'' اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: ''اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' کہا: پھر ہم نے اس بات (کا مصداق جاننے) کے لیے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر (ہر طرف) دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی کو میرے پاس بلاؤ۔'' انھیں شدید آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انھیں عطا فرما دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت اتری: ''(تو آپ کہہ دیں: آؤ) ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلا لیں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔''

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ ومختصر فوائد
پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

اگر آپ یہی کہتے ہیں کہ "سب" کا مطلب ہمیشہ گالیاں ہے، تو بخاری و مسلم کی دس احادیث جو ابھی ہم پیش کرنے لگے ہیں ان میں جہاں یہ لفظ سب استعمال ہوا ہے، وہاں آپ گالیاں ترجمہ کیوں نہیں کرتے؟ یا یہ صرف سیدنا معاویہؓ کے حوالے سے ہی کیوں نظر آتا ہے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ "سب" کا مفہوم ہر جگہ سیاق و سباق کے مطابق مختلف ہو سکتا ہے، اور بغض معاویہؓ میں اس لفظ کا غلط استعمال کرنا انصاف کے خلاف ہے۔

[٦٢٢٠] ٣٢-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا، قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ، وَخَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ! خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰرُونَ مِنْ مُّوسٰى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ ... اللهُ ... عَلَيْهِ ... أَبْنَاءَنَا ... وَأَبْنَا ... ﷺ ... عَلِيًّا ... اللّٰهُمَّ ... هٰؤُلَا ...

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ۔ کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ و مختصر فوائد
پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری

[6220] بکیر بن مسمار نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، کہا: آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو برا کہیں۔ انھوں نے جواب دیا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہی تھیں، میں ہرگز انھیں برا نہیں کہوں گا۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لیے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہوگی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک جنگ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔“ اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: ”اب میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔“ کہا: پھر ہم نے اس بات (کا مصداق جاننے) کے لیے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر (ہر طرف) دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علی کو میرے پاس بلاؤ۔“ انھیں شدید آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا انھیں عطا فرما دیا۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت اتری: ”(تو آپ کہہ دیں: آؤ) ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلا لیں۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ”اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔“

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

صحیح بخاری 6141 میں آتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر والوں پر "سبّ" کیا۔ اب کیا یہاں سب کا ترجمہ گالیاں دینے یا لعنت کرنے کے طور پر کیا جا سکتا ہے؟ بالکل نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ بہت مہمان نواز تھے اور ان کے گھر مہمان آئے ہوئے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے، اور شام کو واپس آ کر پوچھا کہ کیا مہمانوں کو کھانا کھلا دیا؟ گھر والوں نے بتایا کہ ہم نے ان سے پوچھا تھا، تو انہوں نے کھانے سے انکار کیا، اس لیے ہم نے کھانا نہیں دیا۔ اس بات پر سیدنا ابو بکرؓ ناراض ہو گئے اور گھر والوں پر "سبّ" کیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے گھر والوں کو تنقید کا نشانہ بنایا، کہ مہمانوں کو کھانا دینا چاہیے تھا، چاہے وہ انکار بھی کرتے۔ یہاں "سبّ" کا معنی گالیاں یا لعنت نہیں، بلکہ گھر والوں کو تنقید کرنا یا انہیں ڈانٹنا ہے۔

٦١٤١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ أَضْيَافٍ لَهُ فَأَمْسَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ لَهُ أُمِّي: احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ: مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ: عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبَى فَغَضِبَ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَلَّا يَطْعَمُوهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: كَأَنَّ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِي! إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا. [راجع: ٦٠٢]

(٦١٤١) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن طرفان نے، ان سے ابوعثمان نہدی نے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ایک مہمان یا کئی مہمان لے کر گھر آئے۔ پھر آپ شام ہی سے نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے، جب وہ لوٹ کر آئے تو میری والدہ نے کہا کہ آج اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ کہاں رہ گئے تھے۔ ابوبکر نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور انہوں نے (گھر والوں کو) برا بھلا کہا اور دکھ کا اظہار کیا اور قسم کھالی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں تو ڈر کے مارے چھپ گیا تو آپ نے پکارا کہ اے پاجی! کدھر ہے تو ادھر آ۔ میری والدہ نے بھی قسم کھالی کہ اگر وہ کھانا نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گی۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اگر ابوبکر نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ غصہ کرنا شیطانی کام تھا، پھر آپ نے کھانا منگوایا اور خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھایا (اس کھانے میں یہ برکت ہوئی) جب یہ لوگ ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے کھانا اور بھی بڑھ جاتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہو رہا ہے، کھانا تو اور بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ... نے کھانا کھایا بھی نہیں تھا۔ پھر ... کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا ... اس کھانے میں سے کھایا۔
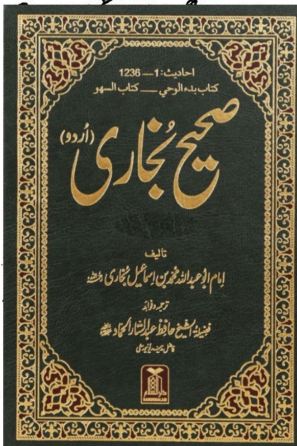
تشریح: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ ام رومان بنی فراس قبیلے سے تھیں ان کا نام زینب تھا۔ اما...
کوئی ایسا موقع ہو کہ میزبان سے مہمان ایسا لفظ کہہ دے کہ آپ جب تک ساتھ میں نہ کھائیں گے میں...
مضائقہ نہیں ہے اور برعکس میزبان کے لئے بھی یہی بات ہے، بہر حال میزبان کا فرض ہے کہ حتی الامکا...
اور مہمان کا فرض ہے کہ میزبان کے گھر زیادہ ٹھہر کر اس کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنے۔ یہ اسلامی آ...
اللہ پاک ہر موقع پر ان کو معمول بنانے کی توفیق بخشے۔ آمین

بَابُ إِكْرَامِ الْكَبِيرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ

باب: جو عمر میں بڑا ہو اس کی ... کرنا اور پہلے اس...

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "میں نے جسکو سب کر دیا ہو غصے میں، اے اللہ! اسے رحمت بنا دے" (ابو داؤد:4659) یہاں "سب" سے مراد کسی کو برا بھلا کہنا یا دل آزاری بھی ہو سکتا ہے یا معمولی ڈانٹ وغیرہ، کیا یہاں سب کا معانی کوئی گالی کر سکتا ہے؟ کیا کوئی کہ سکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گالیاں بھی دیتے تھے، نعوذ باللہ۔ لفظ "سب" کا معانی صرف گالی نہیں ہوتا بلکہ اسے بہت سارے معانی ہیں، بعض گروہ جیسے "روافض" صحیح مسلم 6220 میں بھی غلط مفہوم نکالا جاتا ہے۔ اور وہاں فوری عربی لفظ سب کا ترجمہ گالیاں کر دیا جاتا ہے، صحیح تفہیم کے لیے حدیث کو سیاق و سباق میں دیکھنا ضروری ہے۔

سَلْمَانُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُولُ فِي الْغَضَبِ لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَيَرْضَى فَيَقُولُ فِي الرِّضَا لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: أَمَا تَنْتَهِي حَتَّى تُوَرِّثَ رِجَالًا حُبَّ رِجَالٍ، وَرِجَالًا بُغْضَ رِجَالٍ وَحَتَّى تُوقِعَ اخْتِلَافًا وَفُرْقَةً، وَلَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَاللهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ أَوْ لَأَكْتُبَنَّ إِلَى عُمَرَ [فَتَحَمَّلَ عَلَيْهِ بِرِجَالٍ فَكَفَّرَ يَمِينَهُ وَلَمْ يَكْتُبْ إِلَى عُمَرَ وَكَفَّرَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

...كُلُّهُ جَائِزٌ].

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ناراض بھی ہو جایا کرتے تھے اور اس حالت میں اپنے صحابہ سے کچھ کہہ بھی دیا کرتے تھے اور خوش بھی ہوتے تھے اور اس حالت میں بھی اپنے صحابہ سے کچھ کہتے تھے‘ تو کیا آپ اپنے اس انداز سے باز نہیں آسکتے۔ کیا آپ لوگوں کے دلوں میں کچھ کی محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کچھ کے متعلق بغض ڈال دینا چاہتے ہیں؟ اس طرح تو آپ ان لوگوں میں اختلاف و افتراق پیدا کر دیں گے‘ حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا تھا: ”(اے اللہ!) اپنی امت کے جس کسی کو میں نے کبھی کوئی برا بھلا کہا ہو یا ناراضی کی حالت میں لعنت کی ہو تو میں بھی آدم زاد ہوں‘ جس طرح وہ غصے میں آجاتے ہیں میں بھی آجاتا ہوں اور مجھے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (یا اللہ! میری ان باتوں کو) ان کے لیے قیامت کے روز رحمت بنا دے۔“ (اے حذیفہ!) اللہ کی قسم! تم باز آجاؤ یا میں عمر کو لکھ بھیجوں گا۔ پھر کچھ لوگوں نے ان سے سفارش کی تو انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ لکھا۔ اور کفارہ بھی قسم توڑنے سے پہلے دیا۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: قسم کا کفارہ‘ قسم توڑنے سے پہلے ادا کرنا یا بعد میں ادا کرنا سب جائز ہے۔

...ور پر کتنا بھی خیر و صلاح کے درجے پر فائز ہو‘ اس بات کی اجازت نہیں دی جا ...بہم کی تقصیرات کی اشاعت کرے کہ ان میں سے کچھ کے متعلق محبت اور کچھ ...ں اور لوگ اس قدسی جماعت کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہوں اور ...محدود خاص علمی حلقے میں قابل اعتماد اصحاب علم و فضل کے سامنے ان امور کا

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

صحیح بخاری حدیث 520 میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مشرکین پر "سب" فرمایا، مگر یہاں کسی بھی طرح گالی مراد نہیں لی جا سکتی۔ "سب" کے معانی میں برا کہنا، مذمت کرنا، بددعا دینا یا غلط کہنا شامل ہے۔ تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ سیدہ فاطمہ جیسی پاکیزہ ہستی گالی نہیں دے سکتیں۔ مگر جب صحیح مسلم حدیث 6220 میں یہی لفظ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے آتا ہے تو بعض لوگ اس کا مطلب زبردستی "گالی دینا" نکالتے ہیں۔ یہ سراسر دوغلا معیار ہے اور اس سے ان کا تعصب واضح ہوتا ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذَى

٥٢٠ - ...

فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ -وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ- فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ)) ثُمَّ سَمَّى: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ ابْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ)). قَالَ عَبْدُاللَّهِ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً)). [راجع: ٢٤٠]

باب: اس بارے میں کہ اگر عورت نماز پڑھنے والے سے گندگی ہٹا دے (تو مضائقہ نہیں ہے)

(٥٢٠) ہم سے احمد بن اسحاق سرماری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اسرائیل نے ابو اسحاق کے واسطہ سے بیان کیا۔ انہوں نے عمرو بن میمون سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش اپنی مجلس میں (قریب ہی) بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ان میں سے ایک قریشی بولا اس ریاکار کو نہیں دیکھتے؟ کیا کوئی ہے جو فلاں قبیلہ کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کا گوبر، خون اور اوجھڑی اٹھا لائے۔ پھر یہاں انتظار کرے۔ جب یہ (نبی ﷺ) سجدہ میں جائے تو گردن پر رکھ دے (چنانچہ اس کام کو انجام دینے کے لیے) ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت شخص اٹھا۔ اور جب آپ سجدہ میں گئے تو اس نے آپ کی گردن مبارک پر یہ غلاظتیں ڈال دیں۔ نبی ﷺ سجدہ ہی کی حالت میں سر رکھے رہے۔ مشرکین (یہ دیکھ کر) ہنسے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ ایک شخص (غالباً ابن مسعود رضی اللہ عنہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ وہ ابھی چھوٹی تھیں۔ آپ دوڑتی ہوئی آئیں۔ نبی ﷺ اب بھی سجدہ ہی میں تھے۔ پھر (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے) ان غلاظتوں کو آپ کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو برا بھلا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر کے فرمایا: "یا اللہ قریش پر عذاب نازل کر! یا اللہ قریش پر عذاب نازل کر! یا اللہ قریش پر عذاب نازل کر!" پھر نام لے کر کہا: "یا اللہ! عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کر۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں مقتول پایا۔ پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "کنویں والے اللہ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے۔"

صحیح مسلم **6220** کا صحیح مفہوم ! | عربی لفظ "**سب**" کا معنی و مفہوم !

صحیح مسلم 5947 میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے دو افراد پر "سب" کیا، جب انہوں نے تبوک کے پانی کو آپ ﷺ کے حکم کے باوجود پہلے ہاتھ لگا لیا۔ یہاں "سب" کا مطلب گالیاں دینا نہیں، بلکہ تنقید یا ڈانٹنا ہے۔ نبی ﷺ سے کبھی بھی گالی دینے کا تصور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ آپ ﷺ نے ان افراد کو ان کے عمل کی اصلاح کے لیے تنقید کی ہوگی۔ اس سے واضح ہے کہ "سب" کا مفہوم ہر جگہ سیاق و سباق کے مطابق مختلف ہوتا ہے۔

[٥٩٤٧] ... اللهِ بْنُ
عَبْدِ الرَّ... الْحَنَفِيُّ:
حَدَّثَنَا ... الزُّبَيْرِ
الْمَكِّيِّ ... أَخْبَرَهُ،
أَنَّ مُعَ... جْنَا مَعَ
رَسُولِ ... يَجْمَعُ
الصَّلَا... جَمِيعًا،
وَالْمَغْرِ... كَانَ يَوْمًا
أَخَّرَ الـ... وَالْعَصْرَ
جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَّائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ»، فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاءٍ، قَالَ: فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَّائِهَا شَيْئًا؟» قَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّقُولَ، قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِّنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ: وَغَسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ، أَوْ قَالَ: غَزِيرٍ - شَكَّ أَبُو عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ - فَاسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ: «يُوشِكُ، يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِيءَ جِنَانًا». [راجع: ١٦٣١]

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ و مختصر فوائد
پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری

[5947] ہمیں ابوعلی حنفی نے حدیث سنائی، کہا: ہمیں مالک بن انس نے ابوزبیر مکی سے حدیث بیان کی کہ ابوطفیل عامر بن واثلہ نے انھیں خبر دی، انھیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بتایا، کہا: غزوہ تبوک والے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلے، آپ نمازیں جمع کرتے تھے، آپ ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے تھے، حتی کہ ایک دن آیا کہ آپ نے نماز مؤخر کر دی، پھر آپ باہر نکلے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھیں، پھر آپ اندر تشریف لے گئے، اس کے بعد آپ پھر باہر نکلے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور تم دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے، تم میں سے جو شخص بھی اس چشمے کے پاس جائے وہ میرے آنے تک اس کے پانی کے ایک قطرے کو بھی نہ چھوئے۔'' ہم اس (چشمے) پر آئے تو دو آدمی ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے۔ وہ چشمہ جوتے کے ایک تسمے جتنا (نظر آرہا) تھا، بہت معمولی پانی رس رہا تھا۔ کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا: ''تم نے ان کے پانی کو چھوا تھا؟'' دونوں نے کہا: جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو سخت سست کہا اور جو اللہ نے چاہا آپ نے ان سے کہا۔ کہا: پھر لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے اس چشمے میں سے تھوڑی تھوڑی مقدار نکالی تو کسی چیز میں (کچھ پانی) اکٹھا ہو گیا۔ آپ نے اس پانی میں اپنے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اور اسے دوبارہ چشمے کے اندر ڈال دیا، تو وہ چشمہ امڈتے ہوئے پانی، یا کہا: بہت زیادہ پانی کے ساتھ بہنے لگا۔ ابوعلی کو شک ہے کہ (ان کے استاد نے) دونوں میں سے کون سا لفظ کہا تھا۔ تو لوگوں نے اچھی طرح پانی پیا (اور ذخیرہ کیا)، پھر (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: ''(وہ وقت) قریب ہے، معاذ! اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ یہاں جو جگہ ہے وہ گھنے باغات سے لہلہا اٹھے گی۔''

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

صحیح بخاری حدیث 989 میں ہے کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے بلال کو سب کیا: "فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ"، اب یہاں بھی واضح لفظ ہے "سب" کا لیکن ہم ترجمہ یہ نہیں کریں گے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے بلال کو گالیاں دی، کیونکہ پہلے ہم ادھر بھی مسئلہ دیکھیں گے کہ آخر واقعہ کیا ہے، وہ کیوں سب کر رہے ہیں، کیا وجہ ہے؟ وہ وجہ اسی حدیث میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو انہیں مت روکو، اس پر بلال کہنے لگا ہم تو ضرور روکیں گے، تب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سب کیا، اب وہ سب کیا تھا؟ اس سب کی وضاحت صحیح مسلم حدیث 992 میں آ گئی کہ یہاں سب سے مراد ہے ڈانٹنا، کیونکہ بخاری حدیث 992 میں ہے: "فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ"، یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سخت ڈانٹا، یہاں بھی ثابت ہوا کہ جو سب کیا گیا وہ ڈانٹنا تھا۔

ہو۔ یہ بات آپ ﷺ کی موجودگی میں کہی گئی اور آپ نے کہنے والے کو نہ ٹوکا۔)

(الم... إِلَى الْمَسـ... ا لاَ

باب:30- اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو خواتین مساجد میں جا سکتی ہیں لیکن وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں

[۹۸۸] ... و النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ ... نَةَ. قَالَ زُهَيْرٌ: ... يٌّ سَمِعَ سَالِمًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ؛ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمُ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا».

[988] سفیان بن عیینہ نے زہری سے حدیث بیان کی، انھوں نے سالم سے سنا، وہ اپنے والد سے روایت بیان کر رہے تھے اور وہ (اس کی سند میں) رسول اللہ ﷺ تک پہنچتے تھے (کہ) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی سے اس کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے۔''

[۹۸۹] ۱۳۵-(...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا».

[989] یونس نے ابن شہاب (زہری) سے روایت کی، کہا: مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اپنی عورتوں کو جب وہ تم سے مسجدوں میں جانے کی اجازت طلب کریں تو انھیں (وہاں جانے سے) نہ روکو۔''

قَالَ: فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: وَاللهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ. قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا، مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتَقُولُ: وَاللهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ.

(سالم نے) کہا: تو (ابن عمر کے دوسرے بیٹے) بلال بن عبداللہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف رخ کیا اور اس کو سخت برا بھلا کہا، میں نے انھیں کبھی (کسی کو) اتنا برا بھلا کہتے نہیں سنا اور کہا: میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتا رہا ہوں اور تم کہتے ہو: اللہ کی قسم! ہم انھیں ضرور روکیں گے۔

[۹۹۰] ۱۳٦-(..) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

[990] نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

صحیح بخاری حدیث 7305 اور 4033 میں آتا ہے کہ سیدنا علیؓ اور سیدنا عباسؓ کے درمیان فدک کے معاملے پر اختلاف ہوا، جس میں دونوں نے ایک دوسرے پر "سب" کیا، جیسا کہ الفاظ ہیں: "فَاسْتَبَّا" اور "فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ , وَعَبَّاسٌ"۔ اب کیا کوئی یہ ترجمہ کرے گا کہ دونوں صحابہ ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے یا لعنت کر رہے تھے؟ نعوذ باللہ! یہاں سب سے مراد واضح طور پر اختلاف اور تنقید ہے، کیونکہ دونوں اپنے موقف پر قائم تھے اور دوسرے کے مؤقف کو رد کر رہے تھے۔ معاملہ سیدنا عمرؓ کے پاس گیا تو انہوں نے دونوں کی بات سنی اور فیصلہ کیا۔ اب اگر صحیح مسلم حدیث 6220 میں "سب" کا ترجمہ گالی کر دیا جائے جبکہ دیگر تمام احادیث میں سب کا مطلب تنقید یا سخت اختلاف لیا جائے، تو یہ دوہرا معیار اور واضح منافقت ہے۔ اگر یہاں سب کا مطلب گالی لیا جائے تو یہ صحابہ کرام کی شان میں توہین ہے، اس لیے یہاں بھی سب کا مطلب تنقید اور اختلاف ہی ہو گا۔

وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ اللَّهُ ... مْ فَمَا أَوْجَ ... هٰذِهِ خَالِ ... لَّهِ! مَا اخْتَ ... عَلَيْكُمْ وَقَدْ ... بَقِيَ مِنْهَا ... عَلَى أَهْلِهِ ... يَأْخُذُ مَا ... فَعَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، چنانچہ سب لوگ اندر آ گئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر یرفا نے آ کر پوچھا کہ کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اجازت دی جائے؟ ان حضرات کو بھی اندر بلایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ آپس میں دونوں نے سخت کلامی کی۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے کہا کہ امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے تا کہ دونوں کو آرام حاصل ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”ہماری میراث نہیں تقسیم ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود اپنی ذات مراد لی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا، پھر آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی کہا: ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد کہا کہ پھر میں آپ لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا اس مال میں سے ایک حصہ مخصوص کیا تھا جو اس نے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ تو یہ مال خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا، پھر واللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آپ لوگوں کو نظر انداز کر کے اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اسے اپنی ذاتی جائیداد بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آپ لوگوں کو بھی دیا اور سب میں تقسیم کیا، یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ دیتے تھے، پھر باقی اپنے قبضے میں لے لیتے تھے اور اسے بیت المال میں رکھ کر عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اس کے مطابق عمل کیا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم

احادیث: 1 — 1236
کتاب بدء الوحي — کتاب السهو
صحیح بخاری (اردو)
تالیف
امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ
7305

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنیٰ و مفہوم!

صحیح بخاری 2411 اور صحیح مسلم 4659 میں آتا ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے پر "سبّ" کیا۔ اب کیا یہاں "سبّ" کا ترجمہ گالیاں دینے یا لعنت کرنے کے طور پر کیا جا سکتا ہے؟ بالکل نہیں۔ حدیث میں وضاحت ہے کہ مسلمان نے اللہ کی قسم کھا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کی، جس پر یہودی نے اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کی قسم کھا کر اختلاف کیا۔ یہاں "سبّ" سے مراد ایک دوسرے کے مؤقف پر نقد، تنقید، یا اختلاف ہے، نہ کہ گالیاں یا لعنت۔ اس طرح "سبّ" کا مطلب بسا اوقات اختلاف یا تنقید ہوتا ہے، جس کا معنیٰ گالی گلوچ کرنا نہیں ہے، اور اگر ایسا کیا جائے تو یہ حدیث اس کی مکمل تردید کرتی ہے۔

احادیث: 1 — 1236
کتاب بدء الوحي — کتاب السهو
صحیح بخاری (اردو)
تالیف
امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ
ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اختلاف یہ نہیں ہے کہ ایک رفع الیدین کرے، دوسرا نہ کرے۔ ایک پکار کر آمین ... دوسرے سے ناحق جھگڑے، اس کو ستائے کیونکہ آپ نے ان دونوں کی قراءتوں کو اچھا فرمایا۔ اور لڑنے ...

"وقال المظهری الاختلاف فی القرآن غیر جائز لان کل لفظ منه اذا جاز ... احد واحدا من ذینك الوجهین او الوجوه فقد انكر القرآن ولا یجوز فی القرآن ال... علیهما ان یسالا عن ذالك ممن هو اعلم منهما۔" (قسطلانی)

یعنی مظہری نے کہا کہ قرآن مجید میں اختلاف کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس کا ہر لفظ جب اس کی قرا... ایک قراءت کا انکار کرنا یا دونوں کا انکار یہ سارے قرآن کا انکار ہوگا۔ اور قرآن شریف کے بارے میں اپ... قرآن مجید مسلسل طور پر نقل ہوتا چلا آ رہا ہے، پس ان اختلاف کرنے والوں کو لازم تھا کہ اپنے سے زیادہ جا... الغرض اختلاف جو موجب اشقاق وافتراق وفساد ہو وہ اختلاف سخت مذموم ہے اور طبعی اختلاف مذ...

حدیث باب سے یہ بھی نکلا کہ دعویٰ اور مقدمات میں ایک مسلمان کسی بھی غیر مسلم پر اور کوئی بھی غیر مسلم کسی مسلمان پر اسلامی عدالت میں دعویٰ کر سکتا ہے۔ انصاف چاہنے کے لئے مدعی اور مدعا علیہ کا ہم مذہب ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔

٢٤١١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، وَعَبْدِالرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ. فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي كَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ)).

(۲۴۱۱) ہم یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس مسلمان کو بلایا اور ان سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ کو اس کی تفصیل بتا دی۔ آپ نے اس کے بعد فرمایا: "مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیے جائیں گے۔ میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کو عرش الٰہی کا کنارہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہونے والوں میں ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آ جائے گا، یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں رکھا ہے جو بے ہوشی سے مستثنیٰ ہیں۔"

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم!

نعوذ باللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ایسی ہرگز نہیں کہ آپ کسی کو گالیاں دیں۔ صحیح مسلم کی روایت میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! جس پر میں نے سب کیا ہو، تو اسے اس کے لیے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔" اب یہاں "سب" کا مطلب ہرگز گالیاں نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کا مطلب تنبیہ، سخت کلامی، یا ڈانٹ ڈپٹ ہے جو اصلاح کے لیے ہوتی ہے، نہ کہ اہانت یا گالی۔ اگر یہاں "گالی" مراد لی جائے تو یہ تو معاذ اللہ نبی پر بہتان ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ "سب" کا مفہوم ہر جگہ گالی نہیں ہوتا، بلکہ سیاق و سباق کے مطابق معنی بدلتا ہے۔

... كَمَا صَلَّيْتَ ... وَأَزْوَاجِهِ ... هِيمَ إِنَّكَ ...

آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اور محمد اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر برکت نازل کر، جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی بلاشبہ تو تعریف کیا گیا شان و عظمت والا ہے۔''
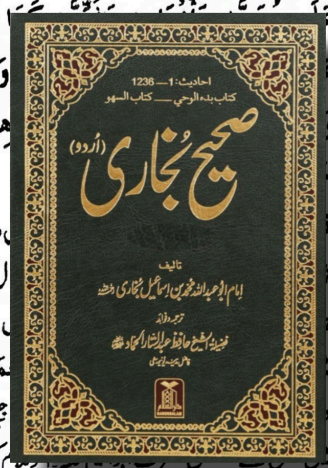
... دو احادیث بیان کی ہیں ایک سے بالاستقلال غیر انبیا پر اور دوسری سے تبعاً غیر انبیا پر درود بھیجنے کا جواز ... ل کو یوں کہنا درست رکھا ہے۔ اللھم صل علیہ اور امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی رجحان اسی طرح معلوم ... ۔ تو اللھم صل علیہ کا مطلب یہ ہوا کہ یا اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت ... مَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔'' بعض نے یوں کہنا بھی درست رکھا ہے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ... جیسے یوں کہنا: '' اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ۔'' اور یہی مختار ہے۔ درود شریف ... کیا ہے کہ یوں کیوں نہ کہا: '' اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُوسَى۔'' جواب یہ دیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی جلالی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تجلی جمالی۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کو ترجیح دی گئی کہ آپ کے لئے تجلی جمالی کا سوال ہو۔ ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ بڑا ہے کیونکہ آپ جد الانبیاء ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ مقام نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں جو رفعت و خلت حاصل ہوئی ہے وہ اور کو نہیں۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ایسی ہی رفعت و خلت کا سوال مناسب تھا جو یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہوا کیونکہ آج بھی آپ کے نام لینے والوں کی تعداد دنیا میں کروڑہا کروڑ تک پہنچ رہی ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔ آمین

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً)).

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

''اے اللہ! اگر مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اسے تو اس کے گناہوں کے لیے کفارہ اور رحمت بنا دے۔''

٦٣٦١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذَلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [مسلم: ٦٦٢٣]

(٦٣٦١) ہم سے احمد بن صالح نے نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو تو اس کے لیے اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔''

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر میں کبھی کسی مومن کو برا نہیں کہا۔ لہٰذا یہ ارشاد گرامی کمال تواضع اور اہل ایمان سے شفقت کی بنا پر فرمایا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنیٰ و مفہوم!

صحیح بخاری (2411) اور صحیح مسلم (4659) میں "سب" کا لفظ آیا ہے جہاں مسلمان، یہودی اور مشرک نے ایک دوسرے پر سب کیا۔ اگر ہم ان احادیث کو سیاق و سباق کے ساتھ پڑھیں تو واضح ہوتا ہے کہ یہاں سبّ سے مراد گالیاں دینا نہیں بلکہ عقیدے کے اختلاف پر سخت الفاظ یا تنقیدی جملے کہنا ہے۔ حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ مسلمان نے کہا: "مجھے اس رب کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی"، اور یہودی نے جواب میں کہا: "مجھے اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں پر فضیلت دی"۔ اب یہاں ان جملوں میں کہیں بھی گالی یا لعنت نہیں بلکہ نظریاتی اختلاف اور عقیدتی ترجیح ہے۔ لہٰذا ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ "سبّ" کا مطلب ہر جگہ گالی گلوچ نہیں ہوتا، بلکہ حالات و الفاظ کے تناظر میں اس کا مفہوم نقد، اختلاف یا سخت زبان بھی ہو سکتا ہے۔

قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ: أَيُّهَا الْمَرْءُ! لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا، إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا، وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ. قَالَ: فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ، حَتّٰى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ، ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: «أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ إِلٰى مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟ - يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ - قَالَ كَذَا وَكَذَا» قَالَ: اعْفُ عَنْهُ، يَا رَسُولَ اللهِ! وَاصْفَحْ، فَوَاللهِ! لَقَدْ أَعْطَاكَ اللهُ الَّذِي أَعْطَاكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ أَنْ يُتَوِّجُوهُ، فَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي [...] لَ بِهِ مَا [...]

اس سے اچھی بات اور کوئی نہیں ہوگی کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اگر وہ سچ ہے تو بھی ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں اور اپنے گھر لوٹ جائیں اور ہم میں سے جو شخص آپ کے پاس آئے اس کو سنائیں ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ہماری مجلس میں تشریف لائیں۔ ہم اس کو پسند کرتے ہیں، پھر مسلمان، یہود اور بت پرست ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑنے پر تیار ہو گئے۔ نبی ﷺ ان کو مسلسل دھیما کرتے رہے، پھر آپ اپنی سواری پر بیٹھے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا: ''سعد! آپ نے نہیں سنا کہ ابوحباب نے کیا کہا ہے؟ آپ کی مراد عبداللہ بن اُبی سے تھی، اس نے اس، اس طرح کہا ہے۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے) کہا: یا رسول اللہ! اس کو معاف کر دیجیے اور اس سے درگزر کیجیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو عطا کیا ہے سو کیا ہے۔ اس نشیبی نخلستانی علاقے میں بسنے والوں نے مل جل کر یہ طے کر لیا تھا کہ اس کو (بادشاہت کا) تاج پہنائیں گے اور اس کے سر پر (ریاست کا) عمامہ باندھیں گے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے، اس حق کے ذریعے جو آپ کو عطا فرمایا ہے، اس (فیصلے) کو رد کر دیا تو اس بنا پر اس کو حلق میں پھندا لگ گیا اور آپ نے جو دیکھا ہے اس نے اسی بنا پر کیا ہے۔ سو نبی ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

[4660] عقیل نے ابن شہاب (زہری) سے اسی سند کے ساتھ اس کے مانند روایت کی اور یہ اضافہ کیا: ''یہ عبداللہ (بن ابی) کے (ظاہری طور پر) اسلام (کا اعلان کرنے) سے پہلے کا واقعہ ہے۔''

[4661] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: نبی ﷺ سے عرض کی گئی: (کیا ہی اچھا ہو) اگر آپ

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری
ترجمہ و مختصر فوائد
4659

صحیح مسلم 6220 کا صحیح مفہوم ! عربی لفظ "سب" کا معنی و مفہوم !

صحیح مسلم 4664 میں آتا ہے کہ جب محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے پلان کے مطابق اسکے پاس جاکر اس سے قرض مانگا تو اس نے کہا کہ اپنی اولاد کو گروی رکھوا دو، اس پر محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ترهنوني أولادكم؟" تو کعب نے کہا: "يسبّ ابن أحدنا، فيقال: رهن في وسقين من تمر" یعنی ہمارے بچوں کو طعنہ دیا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسے صرف دو وسق کھجوروں کے عوض گروی رکھوا دیا گیا تھا، اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں "یسبّ" کا مطلب گالی دینا نہیں بلکہ عار دلانا یا طعنہ دینا ہے، کیونکہ سیاق و سباق میں بچوں کو رسوا کیے جانے کی بات ہو رہی ہے، نہ کہ انہیں گالیاں دینے کی۔

((قُلْ)) فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ وَذَكَرَ مَا بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ أَرَادَ صَدَقَةً وَقَدْ عَنَّانَا فَلَمَّا سَمِعَهُ قَالَ وَأَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ الْآنَ وَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ قَالَ وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ تُسْلِفَنِي سَلَفًا قَالَ فَمَا تَرْهَنُنِي قَالَ مَا تُرِيدُ قَالَ تَرْهَنُنِي نِسَاءَكُمْ قَالَ أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ أَنَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا قَالَ لَهُ تَرْهَنُونِي أَوْلَادَكُمْ قَالَ يُسَبُّ ابْنُ أَحَدِنَا فَيُقَالُ رُهِنَ فِي وَسْقَيْنِ مِنْ تَمْرٍ وَلَكِنْ نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ يَعْنِي السِّلَاحَ قَالَ فَنَعَمْ وَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ بِالْحَارِثِ وَأَبِي عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ قَالَ فَجَاءُوا فَدَعَوْهُ لَيْلًا فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ إِنِّي لَأَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ صَوْتُ دَمٍ قَالَ إِنَّمَا هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعُهُ وَأَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ لَيْلًا لَأَجَابَ قَالَ مُحَـ [illegible] إِلَى رَأْسِهِ فَإِذَا [illegible] نَزَلَ نَزَلَ وَهُوَ [illegible] طِيبِ قَالَ نَعَمْ [illegible] رَبِ قَالَ فَتَأْذَ [illegible] مْ فَتَنَاوَلَ فَشَمَّ [illegible] فَاسْتَمْكَنَ مِنْ رَ [illegible]

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ و مختصر فوائد

4664

ہجو کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کی) محمد بن مسلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں مار ڈالوں اس کو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا تو اجازت دیجئے مجھ کو کہنے کی (یعنی میں اس سے جیسے مصلحت ہو ویسی باتیں کروں گو ظاہر میں آپ کی برائی بھی ہو تاکہ وہ میرا اعتبار کرے)۔ آپ نے فرمایا کہہ (جو مصلحت ہو)۔ پھر محمد بن مسلمہؓ نے کعب سے باتیں کیں اور اپنا اور حضرت کا معاملہ بیان کیا اور کہا کہ اس شخص نے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) صدقہ لینے کا قصد کیا ہے اور ہم کو تکلیف میں ڈالا ہے (یہ تعریض ہے جس کا ظاہری معنی اور ہے اور دراصل مطلب صحیح ہے کہ شرع کے احکام ہم پر جاری کئے اور ان کے بجالانے میں نفس کو تکلیف ہوتی ہے)۔ جب کعب نے یہ سنا تو کہنے لگا ابھی اور قسم خدا کی تم کو تکلیف ہوگی۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا اب تو ہم اس کے شریک ہو چکے اور اب اس کا چھوڑ دینا بھی برا معلوم ہوتا ہے جب تک ہم اس کا انجام نہ دیکھ لیں کہ کیا ہوتا ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو کچھ قرض دو۔ کعب نے کہا اچھا تم کیا چیز گروی کرو گے؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا اپنی عورتیں گروی کرو۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا تم تو عرب میں سب سے زیادہ خوب صورت ہو ہم اپنی عورتیں تمہارے پاس کیونکر گروی کریں۔ کعب نے کہا اچھا اپنی اولاد گروی رکھو۔ محمد نے کہا ہمارے لڑکے کو لوگ برا کہیں گے کہ کھجور کے دو وسق پر گروی ہوا تھا البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس گروی کریں گے۔ (اس میں یہ مصلحت تھی کہ ہتھیار لے کر اس مردود کے پاس جا سکیں اور اس کو قتل کریں) کعب نے کہا اچھا پھر محمد بن مسلمہؓ نے اس سے وعدہ کیا کہ میں حارث (بن اوس) کو اور ابو عبس بن جبر عبدالرحمٰن

ف: کہا کہ کعب کا قتل غدر (یعنی دغا) تھا۔ انہوں نے اس کی گردن ماری کیونکہ غدر جب ہوتا کہ امان دے کر قتل کرتے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو اس کا قتل فریب اور تدبیر سے بھی درست ہے اور مکرر دعوت کی حاجت نہیں۔

1

صحیح مسلم کی حدیث 6229 پر مرزا جہلمی کا دھوکہ اور دجل
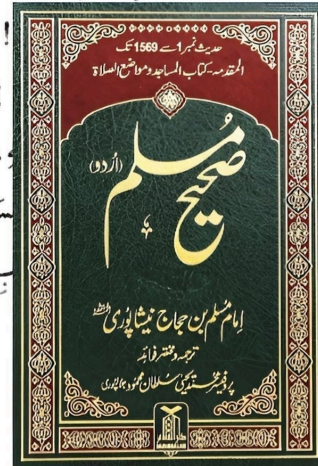
یہ صحیح مسلم کی حدیث 6229 آپکے سامنے ہے اس واقعہ میں نہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی ان کی طرف کوئی نسبت کی گئی ہے۔ مزید مرزا جہلمی تحریف کر کے اپنی طرف سے الفاظ ڈالتا ہے کہ امیر معاویہؓ، بنو امیہ، آل مروان منبروں پر آ کر صحابہؓ کو کہتے تھے علیؓ پہ لعنت کرو، روایت آپکے سامنے ہے، اس میں نہ تو منبروں کا لفظ ہے، نہ آل مروان یعنی مروان کی تمام اولاد کا ذکر ہے، نہ معاویہؓ کا نام ہے، نہ بہت سے صحابہؓ کا ذکر ہے اور واقعہ بھی صرف ایک نامعلوم مجھول شخص کا ہے جو مروان کی اولاد میں سے تھا، وہ بھی مروان کا سگا بیٹا نہیں تھا۔ اس شخص کا فعل ایک انفرادی اور ذاتی عمل ہے جسکا ذمہ دار نہ مروان ہے، نہ بنو امیہ نہ معاویہ رضہ اللہ عنہ ہیں بلکہ معاویہ رضہ اللہ عنہ تو فوت ہو چکے تھے اس واقعہ سے پہلے ہی، اسکا اعتراف مرزا جہلمی بھی کر چکا ہے اور دلائل سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ یہ واقعہ سیدنا معاویہؓ کی زندگی کا نہیں ہے مگر مرزا جہلمی اور اس کے جاہل اندھے مقلدین پوری آل مروان، بنو امیہ بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تک کو بیچ میں لے آتے ہیں جو کہ سراسر زیادتی اور بدترین علمی خیانت ہے

ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کی خوش خبری دی گئی اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام حیران ہوئیں اور وہ گھرانہ صرف انھی دو

[٦٢٢٩] ٣٨-(٢٤٠٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِّنْ آلِ مَرْوَانَ، قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَّشْتِمَ عَلِيًّا، قَالَ: فَأَبٰى سَهْلٌ، فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللّٰهُ أَبَا التُّرَابِ، فَقَالَ سَهْلٌ: مَّا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ

قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» ... ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ ... ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ ... ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، ... سَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: ... بِ!».

[6229] ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا۔ اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس نے کہا: اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے، تو اس (امیر) نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں یہ قصہ سنائیں کہ انھیں ابوتراب کا نام کیسے ملا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمھارے چچا کا بیٹا (تمھارا خاوند) کہاں ہے؟'' انھوں نے بتایا: میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی تو مجھ سے غصے کی بات کر کے باہر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ (دوپہر کا آرام) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''دیکھو، وہ کہاں ہیں؟'' اس نے واپس آ کر بتایا: اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، وہ لیٹے ہوئے تھے، اوپر کی چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔ ابوتراب! اٹھ جاؤ۔''

2

صحیح مسلم کی حدیث 6229 پر مرزا جہلمی کا دھوکہ اور دجل

اس روایت 6229 میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا بنو امیہ نے اس فعل کا حکم دیا یا اس کو رواج دیا۔ نہ یہ ثابت ہے کہ واقعہ ان کی خلافت کے دور میں ہوا۔ خود مرزا جہلمی کا اعتراف ہے کہ یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے، تو پھر ان پر اس کی نسبت کرنا ایک جھوٹا الزام ہے۔ کسی ایک فرد کی غلطی کو لے کر پوری نسل یا گروہ پر الزام دینا ناانصافی ہے۔

ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کی خوش خبری دی گئی اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام حیران ہوئیں اور وہ گھرانہ صرف انھی دو

[٦٢٢٩] ٣٨-(٢٤٠٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ، قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا، قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ، فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ، فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» ... ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ ... ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِ ... ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، ... سَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: ... بِ!».

[6229] ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا۔ اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس نے کہا: اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے، تو اس (امیر) نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں یہ قصہ سنائیں کہ انھیں ابوتراب کا نام کیسے ملا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمھارے چچا کا بیٹا (تمھارا خاوند) کہاں ہے؟'' انھوں نے بتایا: میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی تو مجھ سے غصے کی بات کر کے باہر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ (دوپہر کا آرام) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''دیکھو، وہ کہاں ہیں؟'' اس نے واپس آ کر بتایا: اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، وہ لیٹے ہوئے تھے، اوپر کی چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔ ابوتراب! اٹھ جاؤ۔''

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ و مختصر فوائد

3

صحیح مسلم کی حدیث 6229 پر مرزا جہلمی کا دھوکہ اور دجل

مرزا جہلمی صحیح مسلم 6229 کا حوالہ دے کر عربی لفظ "سبّ" (گالی) کو ثابت کرنا چاہتا ہے، جبکہ اس روایت میں "سب" کا لفظ ہے ہی نہیں، بلکہ لعنت کا ذکر ہے اور وہ بھی ایک فرد کا ذاتی عمل ہے۔ ہمارا مقدمہ 6220 سے متعلق ہے، جہاں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام موجود ہے اور وہاں سبّ کا مطلب گالی نہیں بلکہ محض رد، اختلاف یا مخالفت وغیرہ ہے۔ اس فرق کو نظرانداز کر کے مرزا اپنے مقلدین کو گمراہ کرتا ہے۔

ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کی خوش خبری دی گئی اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام حیران ہوئیں اور وہ گھرانہ صرف انھی دو

[٦٢٢٩] ٣٨-(٢٤٠٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِّنْ آلِ مَرْوَانَ، قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا، قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ، فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ، فَقَالَ سَهْلٌ: مَّا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» ... ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ ... ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِ... ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، ... سَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: ... بِ!».

[6229] ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا۔ اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس نے کہا: اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے، تو اس (امیر) نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں یہ قصہ سنائیں کہ انھیں ابوتراب کا نام کیسے ملا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمھارے چچا کا بیٹا (تمھارا خاوند) کہاں ہے؟'' انھوں نے بتایا: میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی تو مجھ سے غصے کی بات کر کے باہر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ (دوپہر کا آرام) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''دیکھو، وہ کہاں ہیں؟'' اس نے واپس آ کر بتایا: اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، وہ لیٹے ہوئے تھے، اوپر کی چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔ ابوتراب! اٹھ جاؤ۔''

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ۔ کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ

4 صحیح مسلم کی حدیث 6229 پر مرزا جہلمی کا دھوکہ اور دجل

اگر یہی اصول مرزا جہلمی پر لاگو کیا جائے تو کیا اس کے بیٹے یا کسی مرید کے غلط عمل سے خود مرزا کو الزام دیا جائے گا؟ نہیں، تو پھر مروان کی اولاد کے کسی گمنام فرد کی جہالت پر سیدنا معاویہ یا پوری بنو امیہ پر الزام کیوں؟ جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا قاتلین عثمانؓ کی صف میں تھا، مگر ہم اسے حضرت ابو بکرؓ کی ساری نسل کا عمل نہیں کہتے۔ یہی اصول یہاں بھی لاگو ہونا چاہیے۔ یا جیسے قریش کے پانچ افراد نے نبی ﷺ کی گستاخی کی (صحیح بخاری:520) تو کیا اب سارا قریش ذمہ دار ہے یا صرف وہ پانچ اشخاص اپنے کیے کے ذمہ دار ہیں؟ اسلام میں تو باپ سگے بیٹے کے عمل کا ذمہ دار نہیں یہاں ایک مجہول آدمی کے ذاتی عمل کو بنیاد بنا کر پورے بنو امیہ قبیلہ کو ذمہ دار بنایا جا رہا ہے

ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کی خوش خبری دی گئی اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام حیران ہوئیں اور وہ گھرانہ صرف انھی دو

[٦٢٢٩] ٣٨-(٢٤٠٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِّنْ آلِ مَرْوَانَ، قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا، قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ، فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ، فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» [...]! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ [...] ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ [...]، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، [...]سَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: [...]بِ!».

[6229] ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا۔ اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس نے کہا: اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے، تو اس (امیر) نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں یہ قصہ سنائیں کہ انھیں ابوتراب کا نام کیسے ملا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمھارے چچا کا بیٹا (تمھارا خاوند) کہاں ہے؟'' انھوں نے بتایا: میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہوگئی تھی تو مجھ سے غصے کی بات کر کے باہر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ (دوپہر کا آرام) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''دیکھو، وہ کہاں ہیں؟'' اس نے واپس آ کر بتایا: اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، وہ لیٹے ہوئے تھے، اوپر کی چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔ ابوتراب! اٹھ جاؤ''

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ۔ کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ وتفسیر فوائد
پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری

5

صحیح مسلم کی حدیث 6229 پر مرزا جہلمی کا دھوکہ اور دجل

آخری بات کہہ کر اپنی گفتگو ختم کر رہا ہوں

صحیح مسلم 6229 میں جس مجہول شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروانے کی کوشش کی، وہ اپنے ذاتی فعل کا خود ذمہ دار ہے، نہ کہ کوئی اور۔ اس کا عمل صرف اسی کی گمراہی اور بد عملی کا نتیجہ ہے۔ اسی اصول کو قرآن مجید سے بھی سمجھا جا سکتا ہے، جیسا کہ سورۃ ہود (آیات 42 تا 46) میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا واقعہ بیان ہوا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" یعنی "وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے، وہ تو بد عمل ہے"۔ اس واقعے سے یہ عظیم اصول حاصل ہوتا ہے کہ کسی فرد کی ذاتی گمراہی کا الزام اس کے والد یا خاندان پر نہیں لگایا جا سکتا۔ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر ہونے کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام کی عظمت اور مقام پر کوئی حرف نہیں آتا، اسی طرح اگر مروان کی نسل میں سے کسی ایک مجہول شخص نے کوئی غلط حرکت کی ہے تو اسے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یا پوری بنو امیہ کے دامن سے جوڑنا سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔ اللہ ہمیں حق کو سمجھنے، اس پر ثابت قدم رہنے اور باطل و تحریفات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہیں۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق کی خوش خبری دی گئی اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام حیران ہوئیں اور وہ گھرانہ صرف انھی دو

[٦٢٢٩] ٣٨-(٢٤٠٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِّنْ آلِ مَرْوَانَ، قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا، قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ، فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ، فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» ... ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ ... ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِ... ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، ... سَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: ... بِ!».

[6229] ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: آل مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا عامل بنایا گیا۔ اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اس نے کہا: اگر تم اس سے انکار کرتے ہو تو یوں کہو: اللہ تعالیٰ ابوتراب پر لعنت کرے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوتراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے، تو اس (امیر) نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں یہ قصہ سنائیں کہ انھیں ابوتراب کا نام کیسے ملا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمھارے چچا کا بیٹا (تمھارا خاوند) کہاں ہے؟'' انھوں نے بتایا: میرے اور ان کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی تو مجھ سے غصے کی بات کر کے باہر چلے گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ (دوپہر کا آرام) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''دیکھو، وہ کہاں ہیں؟'' اس نے واپس آ کر بتایا: اللہ کے رسول! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، وہ لیٹے ہوئے تھے، اوپر کی چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔ ابوتراب! اٹھ جاؤ۔''

حدیث نمبر 1 سے 1569 تک
المقدمہ - کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ
صحیح مسلم (اردو)
امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ
ترجمہ ومختصر فوائد
پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری